RARE BOOK
NOT TO BE ISSUED
۱۰۸۸۱

حجاب شرعی

پردۂ نسواں پر ایک زبردست فاضلانہ تبصرہ

CHECKED 1995

نساء افغانستان کی خدمت میں بیش بہا نصیحت کا ہدیہ

Checked
199.

از رئیس المتکلمین

حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی شیخ التفسیر والحدیث جامعۂ اسلامیہ ڈابھیل

عماد پریس

27/8/6

فن نمبر
کتاب نمبر

حجاب شرعی

پردہ نسوان پر ایک زبردست فاضلانہ تبصرہ

از رئیس المتکلمین حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی شیخ التفسیر والحدیث جامعہ اسلامیہ ڈابھیل

کئی ماہ سے رسائل وجرائد میں مروجہ پردہ کی شرعی حیثیت کے متعلق زور شور سے بحث چھڑ رہی ہے مین ایک ایسے کوردہ مین پڑا ہون۔ جہان اخبارات کا گذر بہت ہی کم ہوتا ہے۔ اتفاقاً زمیندار کے کچھ نمبر مطالعہ میں آگئے مین نہین کہہ سکتا کہ بحث کا جو طویل الذیل سلسلہ قایم ہے اُس کے ضمن مین مسئلہ کے کتنے پہلو کس کس حد تک روشنی مین آچکے ہونگے جو چند مضامین مین نے پڑہے انھین دیکھکر کہنا پڑتا ہے کہ نقد ونظر کی جولانیون مین موضوع بحث کی اصلی محور سے فکر کا قدم عموماً ہٹتا رہا ہے۔

فی الحقیقت اس وقت ہمارے سامنے مسئلہ کے دو پہلو تھے ستر (بدن کا ڈھانپنا) اور حجب (پردہ مین رہنا) اور ان دونون کے متعلق دو چیزون کے بیان کرنیکی ضرورت ہی احکام اصلیہ جو منصوص ہین اور علل شرعیہ جن پر فقہائے اُمت کے اجتہادات کی

بنا ہے۔ ان تفریق اور حیثیات مین خلط مبحث کر دینے سے اکثر صحیح راستہ گم ہو جاتا ہے اور جواب کی اصل صورت منقح نہین ہوتی۔

سر دست مین مسئلہ ستر کی نسبت کچھ لکھنا نہین چاہتا یعنی یہہ کہ عورت کو کس حصہ بدن کا کن لوگون کے سامنے کن کن حالات مین چھپانا ضروری ہے یا کھلا رکھنا جائز ہے۔ میرے نزدیک بحث کا اہم نقطہ یہ ہے کہ نصوص کتاب و سنت کی رہنمائی مین ہم یہ طے کرلین کہ عورت کو گھر سے باہر قدم نکالنے کے متعلق شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم کو قانونی ہدایات کیا دی ہین۔ اور اپنی دلی مرضی اور منشاء کا کس عنوان سے اظہار فرمایا ہے۔ یہ نکتہ کسی وقت فراموش نہ کیا جاوے کہ ہم غلامون کا تعلق آقائے نامدار سید الرسل علیہ السلام سے فقط ایک ضابطہ کا تعلق نہین کہ محض قانونی کارروائی کرکے ہم بیفکر ہو جائین نہین ہماری کامیابی اور حق شناسی اسی مین ہے کہ ہم آپ کے ارشادات کی اطاعت آپکے قوانین کی پابندی آپ کے طرز عمل کا اتباع آپ کے عادات واطوار کی تاسی آپ کی ذات منبع البرکات کی انتہائی محبت تعظیم اور آپ کے منشائے دلی کو پورا کرکے آپ کی رضائے قلبی حاصل کرنے کی کوشش کرین (أطيعوا الله وأطيعوا الرسول۔ ومن يطع الرسول فقد أطاع الله۔ ما آتاكم الرسول فخذوه وما نهيكم عنه فانتهوا۔ قل إن كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله لقد كان لكم في رسول الله أسوة حسنة۔ وتعزروه وتوقروه

واللہ ورسولہ احق ان یرضوہ ان کانوا مومنین۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ مسئلہ زیر بحث کے متعلق قرآن کریم اور سنت صحیحہ نے ہم کو کیا روشنی عطا فرمائی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین کے بارہ میں اپنی اُمت کو کیا حکم اور کیا ہدایات دی ہیں اُن ہدایات کی تحقیقی روح کیا ہے اور علاوہ قانونی روک تھام کے خود حضور کا دلی منشا کیا ظاہر ہوتا ہے۔ میرے نزدیک تطویل کی حاجت نہیں فقہیات سے علیحدہ ہو کر بھی اگر کوئی شخص اس باب میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کا بیک نظر مطالعہ کریگا وہ بسہولت حضور کی مرضی مبارک پر مطلع ہو سکیگا۔ بلاشبہ ذخیرۂ حدیث میں آج تک میری نظر سے کوئی ایسی حدیث نہیں گذری جس میں مستورات کو بالتصریح و بالکلیہ گھر کی چہار دیواری سے باہر نکلنے سے مطلقاً روک دیا گیا ہو بلکہ اس کے برعکس صرف صحیح بخاری کے ورق گردانی سے ہی متعدد احادیث ایسی دستیاب ہو سکتی ہیں جن میں مستورات کا خاص خاص احوال میں مخصوص ضروریات کے لیے مکان سے باہر نکلنا ثابت ہوتا ہے لیکن اس نکلنے پر جو قیود و شروط شارع علیہ السلام کی جانب سے قانونی طور پر عائد کی گئی تھیں اس کا اندازہ ان احادیث سے ہو سکتا ہے۔ اذا استاذنکم نساءکم باللیل الی المساجد فاذنوا لہن۔ (صحیح بخاری) (ترجمہ) جب تمہاری عورتیں تم سے رات کے وقت مساجد میں جانے کی اجازت طلب کریں تو اجازت دیدیا کرو۔ ہیں

مسلم کی ایک روایت میں لا تمنعوا آیا ہے یعنی منع مت کرو معلوم ہوا کہ مساجد وغیرہ

جانیکا مستورات کو حکم نہین دیا گیا اور خود جانا چاہین تو آزاد نہین چھوڑا گیا۔ بلکہ احادیث مین بتلا دیا گیا کہ ان کا مساجد مین نماز کے لیے جانا بھی مرد کے اذن و اجازت سے ہونا چاہیئے اب مرد کو اختیار ہے وہ جیسی مصلحت سمجھے۔ اجازت دے یا نہ دے۔ اگر وہ اجازت دینے ہی پر مجبور ہوتا تو استئذان کی قید عبث تھی۔ البتہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مقدس عہد مین عورتون کے قیم* کو مشورہ دیتے رہے ہین کہ ہر وقت نہین صرف شب کے وقت (جو بیشتر تستر کا وقت ہوتا ہے) اگر مساجد مین جانے کی اجازت مانگین تو خواہ مخواہ محض اوہام اور وساوس کی بناء پر ان کو روکنے کی ضرورت نہین۔ ہان عورتون کو حکم دیا گیا فلا تطیب تلک اللیلۃ (صحیح مسلم)

(ترجمہ) یعنی اس رات مین خوشبو کا استعمال نہ کرے۔ اور ایما امرأۃ اصابت بخوراً فلا تشہد معنا العشاء (ترجمہ) جو عورت خوشبو لگائے تو ہمارے ساتھ عشا مین شریک نہ ہو صرف اسی قدر بلکہ سنن ابی داؤد و صحیح ابن خزیمہ مین ہے ولیخرجن تفلات تفلۃ کے معنی مجمع البحار مین لکھتے ہین التی لہا رائحۃ کریہۃ۔ خلاصہ یہ کہ جب مسجد مین جائے تو میلی کچیلی ہو کر ایسی ہیئت سے نکلے جس سے اجانب کو انکی طرف ملتفت ہونیکی قطعاً تحریک و ترغیب نہ ہو۔ ابن عبدالبر نے تمہید مین اپنی اسناد سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ انہوا نساءکم عن لبس الزینۃ والتبختر فی المساجد۔

* یعنی شوہر

(ترجمہ) اپنی عورت کو زینت کا لباس پہنکر نازو انداز سے مسجد مین جانے سے منع کرو
قران کریم مین ہے ولا یبدین زینتھن یغضضن من ابصارھن اپنا سنگار
ظاہر نہ کرین اپنی نگاہین نیچی رکھین ولا یضربن بارجلھن لیعلم ما
یخفین من زینتھن چال ڈھال ایسی نہ ہو جو چھپی ہوئی زینت پر
دوسرون کو مطلع کرے ولیضربن بخمرھن علی جیوبھن یدنین علیھن
من جلابیبھن یعنی لباس سے سینہ وغیرہ کا اُبھار ظاہر نہ ہو چادرین اسطرح
لٹکی ہون جو بدن کی ہیئت کے لیے ساتر ہو سکین فلا تخضعن بالقول فیطمع
الذی فی قلبہ مرض کسی سے بات کرنے کی نوبت آئے تو ایسی نرمی و
نزاکت سے نکرین جس سے بدنیتون کو کچھ طمع پیدا ہو۔ ویحفظن فروجھن
خلاصہ یہہ ہے کہ اپنی آبرو عصمت کی پوری طرح حفاظت کرین۔ حدیث مین زنا العین
النظر وزنا اللسان المنطق۔

(ترجمہ) آنکھ کا زنا نظر بد ہے اور زبان کا زنا بات کرنا ہے جب ان تمام نواہی کی
پابندی کے ساتھ عورت مسجد مین پہنچگئی تو ارشاد ہے کہ خیر صفوف الرجال
اولھا وشرھا اٰخرھا وخیر صفوف النساء آخرھا وشرھا اولھا
یعنی جو عورت جماعت مین امام سے اور مردونکی صفوف سے جس قدر بعید ہوگی اُسی قدر
بہتر ہے۔ ایک حدیث مین ہے اخروھن من حیث اخرھن اللہ اُن کو پیچھے رکھو

جس طرح خدا نے اُن کو پیچھے رکھا ہے۔ پھر نماز مین عورتون کو حکم تھا کہ جب تک مرد سجدہ سے اُٹھکر بیٹھ نہ جائین وہ سجدہ سے سر نہ اُٹھائین۔ اگر امام کو نماز مین سہو لاحق ہو تو آگاہ کرنے کے لیے مرد سبحان اللہ کہے۔ عورت کو مجمع مین اس قدر بولنے کی بھی اجازت نہین التسبیح للرجال والتصفیق للنساء۔ نماز فجر کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ اس وقت تک اپنی جگہ سے نہین اُٹھتے تھے جب تک مستورات مسجد سے باہر نہ چلی جاتی تھین۔

ان سب انتظامات کے باوجود معجم طبرانی اور مسند امام احمد مین باسناد حسن وارد ہے کہ عن ام حمید الساعدیۃ انہا جاءت الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالت یا رسول اللہ انی احب الصلوۃ معک قال قد علمت وصلوتک فی بیتک خیر لک من صلوتک فی حجرتک وصلوتک فی حجرتک خیر لک من صلوتک فی دارک وصلوتک فی دارک خیر لک من صلوتک فی مسجد قومک وصلوتک فی مسجد قومک خیر لک من صلوۃ فی مسجد الجماعۃ ہ

(ترجمہ) امام حمید ساعدیہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہو کر عرض کیا کہ مجھے یہ محبوب ہے کہ آپ کے ساتھ نماز پڑھون حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین نے سمجھ لیا مگر تو اپنے مکان کے کسی کمرہ کے اندرونی حصہ مین نماز پڑھے یہ اس سے بہتر ہے کہ

کمرہ میں پڑھے اور کمرہ میں پڑھنا اس سے بہتر ہے کہ صحن میں پڑھے اور مکان کے صحن میں پڑھنا اس سے بہتر ہے کہ اپنے محلہ کی مسجد میں جاکر ادا کرے اور محلہ کی مسجد میں پڑھنا اس سے بہتر ہے کہ جامع مسجد میں ادا کرے۔

خیال کیجئے کہ نماز اہم العبادات ہے۔ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز عام مساجد کی نمازوں پر ہزار گنا فضیلت رکھتی ہے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں نماز ادا کرنا وہ دولت ہے۔ جس کے مقابلہ میں کل دنیا کی دولتیں ہیچ ہیں۔ عموماً مقتدی وہ لوگ ہیں جن سے بڑھ کر بجز انبیا کے کوئی پایا نہ۔ مطہر و مزکّی جماعت آسمان کے نیچے موجود نہیں ہوئی۔ اسلامی سوسائٹی ایسے رجال و نساء پر مشتمل ہے جنکی عفت مآب زندگی امتہ محمدیہ کے لیے غض بصر و تحفظ عصمت کی تعلیم کا اعلیٰ نمونہ بننے والی تھی وقت کا تقاضا یہ ہے کہ ہر لمحہ تازہ وحی اور نئے نئے احکام و اصلاحی قوانین سے مستفید ہونے کے لیے ہر مرد و عورت دربار نبوت میں حاضر ہوا کرے۔ فضا الٰہی ہے کہ مسلمان ظاہر و باطن میں خدا سے اور غیر مسلم مسلمانوں سے خوف کھاتے رہتے ہیں ایسی پاک فضاء اور ایسے مقدس ماحول میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین اسلام کو سینما ہالوں میں نہیں کلبوں اور تھیٹروں میں نہیں باغوں اور پارکوں میں نہیں سیر و تماشے کے لیے نہیں بلکہ مدینہ طیبہ میں مسجد نبوی میں خود اپنی اقتدا میں اتقیاء امت کی جماعت میں نماز ادا کرنے کے لیے اس قدر

مقید کیا اور اُن کی نام نہاد آزادی یا یوں کہو کہ اُن کے جوہر شرافت اور گوہر عصمت کی حفاظت پر ایسے سخت پہرے بٹھلائے اور اختلاط رجال و نساء کو اتنی شدت سے روکا۔ آخر ان تمام احکام و ہدایات کی علّت کیا تھی۔ یہ ہی نہ کہ تخم فتنہ کو اختلاط جنسین کی آبیاری سے نشو و نما کا موقع نہ ملے۔

پس اگر حکمائے اُمت نے یہ دیکھکر کہ عہد نبوت سے بعید ہونے کے ساتھ ساتھ رجال و نساء کی اخلاقی حالت بھی نسبتاً گرتی جاتی ہے اور اُن حدود و قیود کی پرواہ بھی نہیں کی جاتی جو مستورات کے مکان سے باہر نکلنے کے متعلق عاید کیگئی تھیں۔ یہ فتویٰ دیدیا کہ اب خواتین اُمت کو یہ ہی تاکید کی جائے کہ وہ اپنے اخلاق کے تحفظ کی خاطر بجز مجبور کن حالات کے بیحجاب ہو کر قطعاً گھر سے باہر نہ نکلیں تو کیا یہ شارع علیہ السلام کی مرضی کے خلاف ایک تشریع جدید ہوگی؟ اگر احکام شرعیہ کا اپنی علل پر دائر ہونا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کا معاشی و معادی مصالح پر مشتمل ہونا ضروری ہے تو ائمہ علمائے مجتہدین اس کے سب سے زیادہ مستحق ہوں گے کہ علتوں کے طرد و عکس اور مصالح کے انضباط سے تغافل نہ برتیں۔

قرآن کریم نے مسلمانوں کو خطاب کیا تھا کہ لا تدخلوا بیوتاً غیر بیوتکم حتی تستانسوا۔

(ترجمہ) یعنی دوسرے کے مکان پر بغیر اجازت و اطلاع کے مت جاؤ۔

حدیث مین ہے کہ ایک شخص کسی سوراخ سے آپ کے مکان مین جھانک رہا تھا آپنے اس پر تنبیہ کی اور فرمایا انما جعل الاستیذان من اجل البصر (ترجمہ) اجازت حاصل کرنے کا حکم تو اس لیے دیا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص دفعتاً بلا اطلاع مکان مین داخل ہو جائے تو نہ معلوم صاحب خانہ پر کس حالت مین اسکی نظر پڑے۔ جب علت اس حکم کی یہہ ہے کہ تو باہر سے کسی کو جھانکنا کسطرح جائز ہوگا۔ گویا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث سے بہت بڑی اصل فقہا کے ہاتھ مین دیدی وہ یہ کہ جب کسی حکم شرعی کی علت پر اطلاع ہو جائے تو حکم شرعی صرف مخصوص الفاظ اور مورد نص پر مقصور نہیں رہتا۔ بلکہ جہان کہین اس علت کا تحقق ہو بشرط عدم موانع وہین حکم بھی ثابت ہو جائیگا۔ اس سے بھی بڑھکر یہ واقعہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ صحابہ کو حکم دیا لا یصلین احد کم العصر الا في بني قريظة (ترجمہ) کوئی تم سے نماز عصر بنی قریظہ پہونچنے سے پہلے نہ پڑھے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم روانہ ہوئے مگر راستہ مین اندیشہ ہوا کہ وہان پہونچتے پہونچتے عصر کا وقت فوت ہو جائیگا۔ ایک جماعت نے ظاہر حدیث پر عمل کیا اور بنی قریظہ پہونچکر نماز قضا کی۔ لیکن فقہائے صحابہ نے فرمایا کہ آخر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی علت کیا ہے۔ آپ کا مقصد یہہ نہین تھا کہ ہم

نماز قضا کریں بلکہ منشاء مبارک یہ تھا کہ اتنی تیزی سے چلیں کہ وہاں پہونچکر نماز پڑھنے کی نوبت آئے۔ اب اگر ایسا نہ ہوسکا تو نماز فوت کرنے کی ضرورت نہیں نماز پڑھیں اور امکانی سرعت کے ساتھ منزل مقصود پر پہونچیں واپس ہوکر بارگاہ نبوت میں سب ماجرا سنایا گیا۔ آپنے کسی جماعت کے رویہ پر انکار نہیں فرمایا غور کرنے کا مقام ہے کہ لا یصلین احدکم العصر الا فی بنی قریظۃ جیسے نص صریح اور خطاب شفاہی کی کتنے جلیل القدر صحابہ نے بظاہر خلاف ورزی کی لیکن اہل بصیرت سمجھتے ہیں کہ اس حکم کی علت کو ملحوظ رکھتے ہوئے حقیقتاً و معناً خلاف ورزی نہیں تھی بلکہ حکم کے منشاء اصلی کا مجتہدانہ امتثال تھا۔

پس ان نظائر کے سن لینے کے بعد اُن نصوص شرعیہ کی موجودگی میں جو ہم مستورات کے باہر نکلنے کے متعلق پہلے پیش کر چکے ہیں کیا کوئی عقلمند یہ کہنے کی جرات کرسکتا ہے کہ جو علماء و فقہاء مختلف اقوام کے احوال پر نظر کرکے مسئلہ حجاب میں بظاہر کچھ تشدد برت رہے ہیں وہ منشاء نبوی و [illegible] کو پورا نہیں کر رہے؟ بیشک حضور نے صاف لفظوں میں یہ نہیں فرمایا کہ عورتوں کو کسی حالت میں بھی گھر سے مت نکلنے دو۔ لیکن اس نکلنے پر جو قیود و شروط عاید کی ہیں اور ان سب کے بعد بھی بار بار آپنے جسطرح اپنی مرضی مبارک کا اظہار

فرمایا ہے اُن کا سرسری مطالعہ ہی ہمارے دل میں یہ یقین پیدا کر سکتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس جماعت کے حامی ہرگز نہیں ہو سکتے جو مستورات کو مکان سے باہر نکلنے کی ترغیب دے رہی ہے۔ حضور کے ایک ایک لفظ اور ہر ہر فقرہ سے بھی مترشح ہوتا ہے کہ اگر آپ مستورات کو بہت سی قیود کی رعایت کے باوجود گو زبان مبارک سے تصریحاً روکنا نہیں چاہتے مگر یہ ضرور چاہتے تھے کہ خود مستورات آپ کی مرضی مبارک پر مطلع ہو کر باہر نکلنے سے رک جائیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور کے منشاء کو بلا کم و کاست سمجھا اُن کی بیوی عاتکہ بنت زید اُن کے ساتھ مسجد میں جاتی تھیں۔ حضرت عمرؓ کو یہ سخت ناگوار تھا آپنے اُن کو گاہ گاہ اس کراہت پر مطلع بھی کر دیا مگر اُس خدا کی بندی کو یہی اصرار رہا کہ جبتک حضرت عمرؓ صاف الفاظ میں مجھکو منع نہیں کرینگے میں باز نہیں آؤنگی۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا احساس اس مسئلہ میں بہت زیادہ قوی اور صحیح تھا اور بالخصوص نسوانی مسائل میں اُن سے بڑھکر اسرار شریعت کا رازدان اور کون ہو سکتا ہے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صاف صاف اعلان فرما دیا کہ لو ان رسول اللہ رای ما احدث النساء بعدہ لا لمنعھن کما منعت بنی اسرائیل یعنی اگر آج حضور عورتوں کی حالت کو ملاحظہ فرماتے تو بنی اسرائیل کی عورتوں کی طرح اُن کو باہر نکلنے سے صاف طور پر

منع فرما دیتے۔

ایک منٹ کے لیے بھی یہ تصور نہین کیا جا سکتا کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا شریعت محمدیہ کو معاذ اللہ نامکمل یا قابل ترمیم تصور کرتی ہین بلکہ اس کے برعکس وہ ہمکو تنبیہ فرماتی ہین کہ شریعت محمدیہ اس قدر کامل اور دائمی شریعت ہے اور حضورؐ کے ارشادات ایسے جامع عمیق اور ابدی ہدایۃ اپنے اندر رکھتے ہین کہ زمانہ کے انقلابات کوئی رنگ بھی اختیار کرلین ایک صاحب بصیرت پھر بھی انھین ارشادات کی روشنی مین یہ اندازہ کر سکتا ہے کہ اگر آج حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم مین جلوہ افروز ہوتے تو ان حالات کے سلسلہ مین کیا کیا احکام صادر فرماتے یقیناً آپؐ کی تعلیمات تنصیصاً یا تعلیلاً قیامت تک پیش آنے والے حوادث و واقعات پر حاوی ہین۔

پردہ کے مسئلہ مین بھی جو قیود آپ نے خواتین اسلام کی آبرو اور شریفانہ اخلاق کی حفاظت کی غرض سے لگائین اور جس جس عنوان سے اپنی مرضی اور منشاء کا اظہار فرمایا وہ وقرن فی بیوتکن کی ابدی اور اٹل تفسیر ہے۔ جس سے علماء ربانین کو بہت واضح طور پر سبق دیا گیا ہے کہ جب مستورات ان شروط و قیود کی پابندی نہ کرین اور مسلمان مرد عورتون کو آزادی دلانے کے جنون یا ہوا پرست اقوام کی حرص مین حضور کے منشاء مبارک کو پس پشت ڈال دین تو

NOT TO BE ISSUED

نبی کے وارثون کا اس وقت کیا مسلک ہونا چاہیے۔ کیا نوع انسانی یا اُس کی کسی خاص صنف کو آزادی دلانے کی خواہش تمھارے دل مین حضرت عمرؓ سے زائد موجود ہے۔ یا تمھاری سوسائٹی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی سوسائٹی سے بہتر ہے۔ یاد رہے کہ جس چیز کو آج ہم عورتون کی آزادی کے نام سے پکار رہے ہین وہ فی الحقیقت بربادی ہے۔ کیا ہم پردہ توڑ کر اُن کو پاکیزہ اخلاق۔ شریفانہ عفت و حیا اور للہیتہ بے لوث زندگی سے آزادی دلانا چاہتے ہین۔ مین مانتا ہون کہ پردہ عورت کے لیے بڑی قید ہے لیکن کیا کیا جائے کہ مشرق کی شریف عورتین ابھی تک اس قید کو مغرب کی آزادی پر ترجیح دیتی ہین اور اس قید کے سوا مہلک اختلاط اجانب کو روکنے کی اور کوئی تدبیر بھی نہین ہے۔ تماشہ ہے کہ جس وقت مغرب عورتون کی آزادی اور پردہ دری کے عواقب سے تنگ آ کر اپنی اخلاقی تباہ حالی پر ماتم کرنے لگا۔ وہان کے اجتماعی مدبرین اس حریت اور بے حجابی کی تدریجی ترقی کے خوفناک مستقبل پر شور مچانے لگے۔ اُس وقت ہمارے مشرق کے مصلحین کو یہ خیال آیا کہ پردہ کے خلاف جہاد کرنا ہی شاید ہماری تمام ترقیات اور کامیابیون کا زینہ ہے گویا اُنھون نے ہر طرف ناکام ہو کر اپنی ساری امیدین بقول اکبر مرحوم صرف اسی ایک مصرعہ سے وابستہ

وابستہ کردین کہ ع زنے از پردہ برون آید وکارے بکند۔ ایسے لوگون کو یورپ کے ایک بہت بڑے فیلسوف کا یہ قول ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ جو آزادی تم عورتون کے نام سے طلب کرتے ہو یہ آزادی نہین بلکہ اُن کے حق مین دائمی بدبختی اور حرمان کی قانونی دستاویز ہے۔ لاروس کے فرنچ انسائیکلو پیڈیا مین تو یہان تک لکھدیا ہے کہ ”رومتہ الکبری کی تباہی کا اصلی سبب یہی عورتون کی آزادی اور اُن کو اُن کی خواہشات پر چھوڑ دینا تھا“ بہر حال اُن کا حشر تو کچھ بھی ہو تاہم یہ قطعی بات ہے کہ اہل اسلام کو اسلامی تعلیم اور نبیؐ اسلام کی مرضیات کو چھوڑ کر کبھی ترقی اور کامیابی حاصل نہین ہو سکتی۔ ہم اس وقت یورپ اور امریکہ کی حیاسوز معاشرت کی طرف ابتدائی قدم اُٹھا رہے ہین اور اپنی دور سے اُس کے استقبال کی تیاریان کر رہے ہین۔ وہ ہرگز ہم کو فلاح و نجات دلانیوالی نہین ہے۔ ہماری ہر قسم کی عزت صرف اسلام کی رسی کو مضبوط تھام لینے اور اخلاق محمدیؐ کو مضبوط پکڑنے مین ہے۔ کاش کوئی صاحب ہمت دولت علیہ افغانستان کے امیر غازی اور اُن کی ملکہ معظمہ ثریا جاہ کے سمع ہمایون تک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے یہ الفاظ پہنچا دے۔ یا ابا عبیدۃ انکم کنتم اذل الناس واحقر الناس واقل الناس

فاعزکم اللہ بالاسلام فمہما تطلبوا العزۃ بغیر اللہ یذلکم اللہ (ترجمہ) اے ابو عبیدہ تم دنیا مین سب سے زیادہ ذلیل حقیر اور کمتر تھے اللہ نے اسلام کے ذریعہ سے تمھاری عزت بڑھائی۔ پس جب کبھی تم غیر اللہ کے ذریعہ سے عزت حاصل کروگے خدا تم کو ذلیل کرے گا۔ (العیاذ باللہ) فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ ان تصیبہم فتنۃ او یصیبہم عذاب الیم۔

کتب خانہ آصفیہ سرکار عالی
حیدرآباد دکن

	داخلہ نمبر
	فن نمبر
	کتاب نمبر